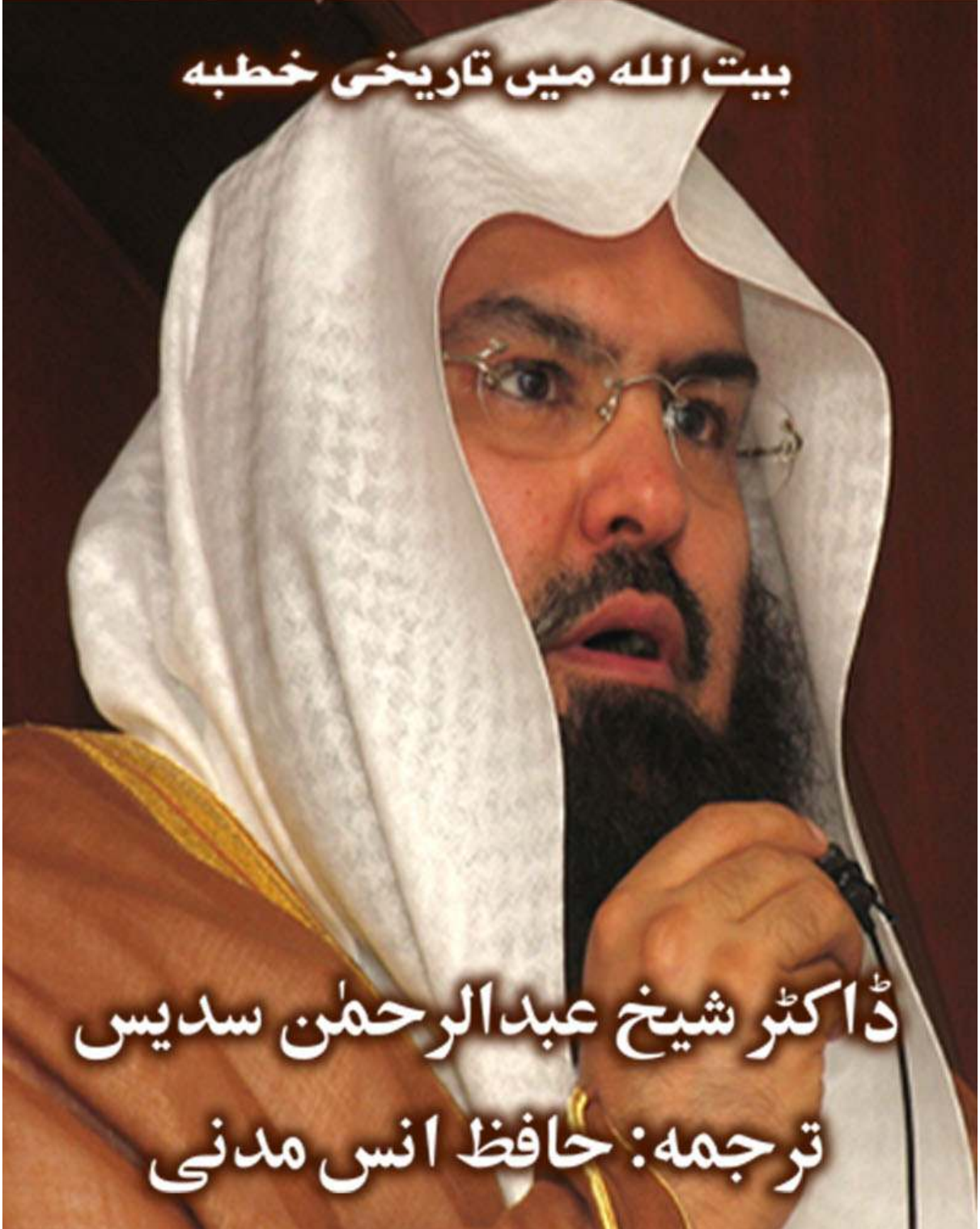




# اتباع سنت کی اہمیت اور جشن میلاد؟

بیت اللہ میں تاریخی خطبہ



ڈاکٹر شیخ عبدالرحمن سدیس

ترجمہ: حافظ انس مدنی

## اتباع سنت کی اہمیت اور جشن میلاد؟

بیت اللہ الحرام میں تاریخی خطبہ

حمد و صلوة کے بعد!

مسلمان بھائیو! اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ اور اس کی نعمتوں کا شکر یہ ادا کرو کہ اُس نے تم ہی میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا جو تم پر اُس کی آیات تلاوت کرتا، تمہیں پاک صاف کرتا اور تمہیں کتاب و حکمت اور دانائی کی تعلیم دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اُس نعمت کو عملی جامہ پہناؤ کہ نبی مکرم رسول معظم ﷺ کی سنت کی اتباع بجا لاؤ، ان کے بتائے ہوئے طریقے پر چلو، ان کی لائے ہوئی شریعت پر گامزن رہو اور خواہشات و نفسیات کے مارے ہوئے لوگوں نے جو بدعات و منکرات ایجاد کر رکھی ہیں، ان سے کنارہ کشی اختیار کرو۔

برادرانِ اسلام! رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و تابعداری اور آپ کی سنت کو مضبوطی سے تمام لینے کے بارے میں احکامات کثرت سے قرآن و حدیث میں وارد ہوئے ہیں، یہ سب کے سب صریح اور واضح نصوص ہیں جو آپ ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری اور بلاچوں و چراں سرآخندگی و سپردگی پہ دلالت کرتی ہیں اور کسی طرح بھی ان سے سرموانحراف کی گنجائش نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَوَلَّوْا عَنَّهُ وَاتَّبِعُوا مَن يَتَّبِعُكُمْ﴾

”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا اور اس کے رسول کا کہنا مانو اور اس سے روگردانی نہ کرو

حالانکہ تم سن رہے ہو۔“ (انفال: ۲۰)

نیز فرمایا: ﴿وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾ (آل عمران: ۱۳۲)

”اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔“

نیز فرمایا: ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ (الحشر: ۷)

”اور تمہیں جو کچھ رسول دے، لے لو اور جس سے روکے رک جاؤ“

نیز ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ﴾

”کہہ دیجئے! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو، خود اللہ تعالیٰ تم سے

محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرمادے گا۔“ (آل عمران: ۳۱)

پھر اللہ سبحانہ و تعالیٰ رسول اللہ ﷺ سے بدظنی اور آپ ﷺ کی شان عقیدت میں گستاخی کی تا عاقبت اندیشی سے ڈراتے ہیں، خواہ رسول ﷺ کی زندگی میں سرزد ہو، یا آپ ﷺ کی وفات کے بعد آپ کے دائرہ سنت میں اس طرح کہ آپ کی سنت کو پس پشت ڈال کر کسی اور طریقہ کو اولیت و فوقیت دی جائے یا کسی سنتِ مطہرہ کی مخالفت کی جائے یا آپ ﷺ کے ارشادات کے مقابلہ میں عناد و تعصب برتا جائے، دین میں بدعات کا دروازہ کھولا جائے اور اس کے فروغ کی کاوشیں کی جائیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْدُمُوا بَيْنَ يَدَيْ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ • يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ﴾ (الحجرات: ۲۱)

”اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو یقیناً اللہ تعالیٰ سنے جانے والا ہے، اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند نہ کرو اور نہ اس سے اونچی آواز میں بات کرو، جیسے ایک دوسرے سے کرتے ہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال اکارت جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔“

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کی نافرمانی اور آپ ﷺ کی سنت کی خلاف ورزی کرنے والوں کو ان کے بُرے انجام سے آگاہ کر دیا ہے۔ فرمایا: ﴿وَلِيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (النور: ۶۳)

”سنو! جو لوگ حکم رسول ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہئے کہ ان پر کوئی

الراشدین المہدیین عضوا علیہا بالنواجذ ولیباکم و محدثات الأمور  
فان کل بدعة ضلالة» (سنن ابوداؤد: ۳۶۰۷ و جامع ترمذی: ۲۶۷۶)

”تم میں جو شخص زندہ رہا تو وہ بہت سارے اختلافات دیکھے گا، تو تم میری سنت اور خلفائے  
راشدین کی سنت کو مضبوطی سے تھام لو، اور اپنے دانتوں سے اس پر اپنی گرفت مضبوط کر لو اور  
دین میں نئی باتیں ایجاد کرنے سے بچو کیونکہ ہر بدعت (من گھڑت کام) گمراہی ہے۔“  
برادران اسلام! کتاب و سنت کے ان مذکورہ بالا دلائل کی روشنی میں یہ بات روز روشن کی  
طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ مسلمانوں کو سنت نبوی سے وابستہ رہنے کا حکم دیا گیا ہے اور دین  
میں نئی نئی باتیں، جن کا اس دین سے کوئی تعلق نہیں، کو اختیار و ایجاد کرنے سے منع کیا گیا ہے۔  
یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ برابر اپنے خطبوں میں سنت پر گامزن رہنے اور بدعات سے  
پرہیز کرنے کی تلقین کیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے اپنے ایک خطبے میں ارشاد فرمایا:

«أما بعد فإن خیر الحدیث کتاب اللہ وخیر الہدیٰ ہدیٰ محمد ﷺ  
وشر الأمور محدثاتها وکل بدعة ضلالة» (صحیح مسلم: ۸۶۷)

”سب سے بہتر بات اللہ کی کتاب ہے اور سب سے بہترین طریقہ رسول ﷺ کا طریقہ  
اور سب سے بدترین کام نئی نئی چیزوں کی اختراع ہے اور ہر نئی بات گمراہی ہے۔“  
نیز سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«من أحدث فی أمرنا هذا ما لیس منہ فہو رد» (صحیح بخاری: ۲۶۹۷)

”جس نے ہمارے اس دین میں نئی بات پیدا کی جس کا اس سے تعلق نہیں تو وہ مردود ہے۔“  
اس سلسلہ میں سلف صالحین کے ایسے نقوش پا موجود ہیں جو قرون اولیٰ کے بہترین  
طرز عمل کی وضاحت کرتے ہیں اور مسلمانوں کے لئے ہر زبان و مکان میں بہترین کردار اور  
اعلیٰ نمونہ پیش کرتے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ انہی سے اپنے دوش زندگی اور اپنے کردار و خیالات  
کی راہ متعین کریں۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں:

”اتباع و تابعداری کرتے رہو اور نئی نئی باتیں مت گڑھو، یہی تمہارے لئے کافی ہے۔“

نیز آپ نے ارشاد فرمایا: ”سنت رسول پہ استغنا کر لینا کہیں بہتر ہے اس سے کہ بدعات کی

ترویج کے لئے آدمی کو شاں ہو۔“

سیدنا ابن عباسؓ فرماتے ہیں:

”لوگوں پہ کوئی سال ایسا نہ گزرے گا جس میں وہ کوئی بدعت ایجاد نہ کریں گے اور کسی سنت کو مردہ کر چکے ہوں گے۔ یہاں تک کہ بدعتیں زندہ و پائیدار ہوتی رہیں گی اور سنتیں مردہ ہوتی چلی جائیں گی۔“ (المعجم الکبیر از امام طبرانی: ۲۱۹/۱۰)

سیدنا حذیفہؓ فرماتے ہیں:

”ہر نئی بات گمراہی ہے خواہ لوگ اسے حسنت میں شمار کیوں نہ کریں۔“

سیدنا عمر بن عبدالعزیزؓ فرماتے ہیں:

”رسول اللہ ﷺ اور آپ کے بعد آپ کے خلفائے سنت پہ ثابت قدم رہ کر تلا دیا کہ اس کی پابندی درحقیقت قرآن مجید کی تصدیق، اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور دین متین کو تقویت پہنچانا ہے۔ جو اس پر عمل پیرا ہو، وہ راہ یاب ہے، جس نے اس سے مدد چاہی وہ قاتل المرام ہے اور جو اس کی مخالفت پر کمر بستہ ہو گیا، اس نے مؤمنین، صالحین و کاملین سے بغاوت کی راہ اختیار کی، اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو منہ کی کھلائے گا اور جہنم رسید کرے گا۔“

امام مالکؒ فرماتے ہیں:

”اس امت کے متاخرین کی اصلاح و کامیابی صرف اس طریقہ پر ہوگی جس پر چل کر قرآن اولیٰ کے مسلمان کامیاب در راہ یاب ہوئے۔“ (الاعتصام از امام شافعی: ۴۹/۱)

بعض بزرگوں سے یہ قول منقول ہے کہ ”مخلوق اللہ کے لئے تمام راستے بند ہیں، صرف

ایک ہی راستہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے نقش قدم کی پیروی کی جائے۔“

میرے دینی بھائیو! جب دین و مذہب پر غربت و اجنبیت طاری ہے، جب اس کے اعوان و انصار کی قلت ہوگئی، جب دشمنان دین کی تعداد فزوں تر ہوگئی، جب اہل ایمان و یقین تہی دامن و تہی دست ہو گئے اور دین سے بیزار ہو کر گریز کی راہ اپنائی، جب داعیانِ سوء اور اربابِ بدعات و خرافات کی کثرت ہوگئی تو حالات میں ایک تغیر رونما ہو گیا۔ معروف نے منکر کا روپ دھار لیا اور سنت کو بدعت اور بدعت کو سنت کا نام دے دیا گیا۔ پھر تو بدعات لوگوں میں رواج پذیر ہو گئیں، ان کے دل و دماغ اور ان کے قلوب و اذہان میں سرایت کر گئیں، جیسے

جسم میں خون کی آمیزش ہو جاتی ہے۔

برادر ابن اسلام! آج دین میں نئی نئی باتوں کا رواج بڑھتا جا رہا ہے، جن سے لوگوں کے خیالات و افکار متاثر ہو رہے ہیں، اور یہ خیالات دل و دماغ میں راسخ و پخت ہو جاتے جا رہے ہیں۔ جن پر بلاشبہ معروف و حسات کا لہادہ ڈال دیا گیا ہے۔ یہ وہ اعمال ہیں جنہیں وہ ربیع الاول کے مہینے میں انجام دیتے ہیں، جلسے جلوس اور محفلیں منعقد کرتے ہیں، جن کے جواز کے لئے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ میں کوئی دلیل نہیں۔ ان جلسے، جلوسوں اور محفلوں کو وہ 'میلا و النبی ﷺ' سے تعبیر کرتے ہیں۔ بعض نے تو حد کر دی کہ وہ اس مہینے میں خاص طور پر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کا بالقصد رشتہ سفر باندھتے ہیں کہ وہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا تقرب حاصل کریں۔ یہ حضرات بڑے زعم و فریب میں مبتلا ہیں جب کہ ان کے پاس افعال و اعمال کے لئے کوئی سند و دلیل نہیں۔ یہ وہ تخصیص ہے جس کے لئے وہ کوئی ثبوت و شہادت نہیں پیش کر سکتے:

﴿قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾ (البقرہ: ۱۱۱)

"آپ ان سے کہئے: کہ اگر اس دعویٰ میں سچے ہو تو کوئی دلیل پیش کرو۔"

ربیع الاول کے اس مہینے یا اس کے بعض دنوں کو مجالس و محافل کے لئے خصوصیت سے اپنا لینا مندرجہ ذیل امور کی بنا پر شرعاً صحیح نہیں ہے:

**اولاً:** یہ دین میں ایک نئی ایجاب ہے، اس لئے کہ یہ نہ تو خود رسول اللہ ﷺ کا عمل ہے، نہ ہی خلفائے راشدین، دیگر صحابہ کرام، تبع تابعین اور قرون اولیٰ کے مسلمانوں میں سے کسی نے ایسا کیا۔ حالانکہ یہ حضرات سنت رسول ﷺ کے سب سے زیادہ پابند و شناسا، آپ کی محبت میں سب سے زیادہ سرشار اور آپ کی شریعت کے سب سے زیادہ تابعدار و فرمانبردار تھے۔ لہذا مہجد کے مسلمانوں کے لئے بھی اتنی ہی کی گنجائش ہے جس قدر گنجائش انہوں نے روا رکھی، اگر یہ طرز عمل خیر کا باعث ہوتا تو وہ یقیناً اس میں ہم سے پہلے کر چکے ہوتے۔

**ثانیاً:** مذکورہ بالا آیات قرآنیہ اور احادیث شریفہ کی روشنی میں یہ بات ظاہر و باہر ہو چکی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت واجب، آپ کی سنت کی پیروی ضروری اور ابتداء فی

الدین سے پرہیز واجتناب لازم ہے۔

**ثالثاً:** اللہ تبارک و تعالیٰ نے دین کی تکمیل فرمادی اور اللہ کے رسول ﷺ نے من و عن اللہ کا پیغام واضح انداز میں لوگوں تک پہنچا دیا۔ اب میلاد النبی ﷺ کے نام سے دین میں اختراع گویا اس بات کا اظہار ہے کہ اللہ تعالیٰ نے معاذ اللہ دین کی تکمیل نہیں فرمائی اور اللہ کے رسول نے پیغام الہی کی تبلیغ میں کوتاہی برتی تا آنکہ پھنسی صدی ہجری میں متاخرین اور ان کے بعد کچھ دوسرے لوگ پیدا ہوئے اور انہوں نے شریعت الہی میں اپنی طرف سے کچھ نئی چیزیں شامل کر لیں۔ حالانکہ ان کے پاس نہ کوئی دلیل ہے نہ کوئی ثبوت، اور نہ ہی احکام الہی کو ان کی بدعات سے کوئی واسطہ، بالائے ستم یہ کہ وہ اس خام خیالی میں مبتلا ہیں کہ یہ محافل تقرب الی اللہ کا ذریعہ ہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ کی شان میں بے باکانہ اعتراض کی یہ جرات لاحق اور تبلیغ رسالت محمدی ﷺ کی ان تمکک کوششوں کے آگے بھونانا گستاخی نہیں؟

**رابعاً:** اس طرح کی محفلوں اور اجتماعات کا انعقاد جادو حق سے عبادت کی علامت اور یہود و نصاریٰ کے اعیاد و مراسم کی نقل ہے، حالانکہ ہمیں اللہ کتاب سے مشابہت اور ان کے طریقوں کی نقل سے روکا گیا ہے۔

**خامساً:** شریعت کے اصول و قواعد اور دین کے اغراض و مقاصد اور مزاج و طبیعت ان بدعات و خرافات کا قلع قمع کرتے ہیں۔ پھر جملہ اسلامی عبادات محض توقیفی ہیں، یعنی وہ اللہ کی طرف سے رہنمائی و ہدایت پر ہی موقوف ہیں، اب کسی کے لیے نہیں کہ وہ شریعت سازی کرنے کی جرات کرنے لگے۔ شریعت اور حق وہی ہے جو اللہ رب العزت اور اس کے رسول ﷺ سے ہمیں ملا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿أَمْ لَهُمْ شُرَكَوَا شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللهُ.....﴾ (المحورنی: ۲۱)

”کیا ان لوگوں کے ایسے شریک ہیں جنہوں نے ان کے لئے دین میں شریعت مقرر کی

ہے، جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی۔“

نیز شریعت کا یہ ثابت شدہ و مسلمہ قاعدہ ہے کہ باہم تنازع قیہ امور میں قرآن و سنت کی طرف رجوع کیا جائے۔ ہم نے اس بابت جب دونوں مآخذ کی طرف رجوع کیا تو یہی معلوم

ہوا کہ اس طرح کے اعمال سے تنبیہ فرمائی گئی ہے۔

نیز سدّ ذرائع اور ازالہ ضرر کا مسلمہ قاعدہ بھی اپنی جگہ اہل ہے، اور ضرر فی الدین سے بڑھ کر اور کیا ضرر ہو سکتا ہے؟

یہ معاملہ یہیں پر آ کر نہیں رُک جاتا بلکہ ان مخلوقوں میں منکرات تک کا ارتکاب ہوتا ہے اور شرک باللہ سے بڑھ کر اور کوئی منکر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہاں رسول اللہ ﷺ سے دعائیں مانگی جاتیں اور ان سے حاجت روائی کی جاتی ہے۔ مشکل کشائی کی دہائی دی جاتی ہے اور آپ ﷺ کی شان عقیدت میں ایسے نعتیہ مدحیہ قصائد پیش کئے جاتے ہیں جن کے ڈانڈے شرک و فلو سے جالتے ہیں۔ ان میں اختلاط کی گرم بازاری بھی ہوتی ہے، مال و دولت کا بے جا اسراف ہوتا ہے، ایک ہنگامہ شور و غوغا برپا ہوتا ہے اور جھوٹے راگ الاپے جاتے ہیں۔ باوجود یہ کہ ربیع الاول کے جس مہینے میں سرورِ کائنات ﷺ ولادت باسعادت سے سرفراز ہوئے، بعد اسی مہینے میں آپ ﷺ کی وفات بھی ہوئی تو پھر حزن و ملال کو بالائے طاق رکھ کر مسرت و شادمانیوں کے نغمے الاپنا کہاں سے افضل و اولیٰ قرار پائے؟

الغرض ربیع الاول کی بعض راتوں کو ان مخلوقوں اور مجالس کے لئے مخصوص کرنا، کوتاہ اندیشی اور موثر زمین کے مختلف فیہ اقوال کے ہوتے ہوئے ہوئی پرستی کے مترادف ہے۔

اب جس نے بھی رسول اللہ ﷺ کے جشن میلاد النبی منانے کے لئے کسی ایک رات کا تعین کیا تو وہ ذمہ دار ہے کہ دلیل پیش کرے حالانکہ دلیل نام کی کوئی چیز ان کے پاس نہیں۔ دوسری طرف علمائے اسلام جو اجماع سنت رسول میں مشہور و معروف ہیں، ان کی تالیفات کا بیش بہا خزانہ اور ان کے اقوال کا گراں مایہ سرمایہ موجود ہے جو ان مخلوقوں کے لئے دلیل قاطعہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

”کسی بھی ایسے تہوار کو اپنانا جو شریعت کے مقرر کردہ اعیاد و مراسم کے علاوہ ہے، جیسے ربیع الاول کی بعض راتوں کو اس غرض کے لئے مخصوص کر لینا کہ یہی میلاد النبی ﷺ کی رات ہے تو یہ بدعت ہے، جسے سلف صالحین نے پسند نہیں فرمایا، نہ ہی علماء کبھی برتتا۔“

نیز فرماتے ہیں:



”میلاد النبی ﷺ کو جشن و خوشی کے طور پر منانے کا رواج سلف صالحین میں مکتفانے حال اور عدم مانع کے باوجود نہیں رہا۔ اگر یہ خیر محض ہوتا یا راجح مسئلہ ہی ہوتا تو وہ ہم سے پہلے اس دعوت پر لبیک کہتے، کیونکہ وہ محبت رسول میں ہم سے کہیں زیادہ پیش پیش اور آپ ﷺ کی تعظیم و احترام کے ہم سے کہیں زیادہ دل دادہ اور خیر و بھلائی کے کاموں میں ہم سے کہیں زیادہ خواہش مند تھے۔“ آ کے چل کر فرماتے ہیں:

”رہا مسئلہ میلاد النبی ﷺ کی محافل، اس کی نشستوں اور کارروائیوں میں شرکت، اور رقص و سرور، گانے بجانے کی مجلسوں میں شمولیت اور عبادات کی طرح دلچسپی سے ان کو اختیار کرنے کا تو ان کے منکرات ہونے میں صاحبِ علم و ایمان کو قطعاً شک و شبہ نہ ہوگا۔ یہ تو وہ منکرات و بدعات ہیں جن سے دور رہنے کی تلقین کی گئی ہے۔ اب کوئی جاہل مطلق اور زندقہ و فاسق ہی انہیں خیر کی نگاہ سے دیکھے گا۔“ (مجموع الفتاویٰ: ۱۰۰/۱۰۳۷، ۱۰۳۷)

❖ برادرانِ اسلام! تم ن قسم کے لوگ ہیں جو اس طرح کے گمراہ کن اعمال میں دلچسپی کا مظاہرہ کرتے ہیں:

① جاہل و نادان اور تقلید کے متوالے جو زبانِ حال سے یہ کہہ رہے ہوتے ہیں کہ ہم نے لوگوں کو ایسا کرتے دیکھا ہے لہذا ہم بھی ان کے نقشِ پا کے راہی ہیں۔ ان کی مثال اس فرمانِ الہی کے موافق ہے

﴿وَإِنَّا وَجَدْنَا بَاءَ نَا عَلَىٰ أُمَّةٍ قَانَا عَلَىٰ آثَارِهِم مَّهْتَدُونَ﴾ (الزخرف: ۲۳)

”ہم نے اپنے آبا کو اسی طریقہ پر پایا لہذا ہم ان ہی کے نقشِ پا کے پیروکار ہیں۔“

② زر خرید، گھروں کے خادم، اور فساق و فجار جو ان جہنموں کے پس پردہ اکل و شرب، لہو و لعب اور اختلاط و اجتماع کے ذریعے اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل چاہتے ہیں۔

③ خلافت و گمراہی کے پرستاران مبلغین اور کینہ پرور دشمنانِ اسلام جو دین کے خلاف دسیسہ کاریوں میں مشغول ہیں اور لوگوں کو جادۂ سنت سے ہٹا کر بدعات و خرافات کی راہ پر لگا دینا چاہتے ہیں۔ بدعت کے ان بھی خواہوں کے ذہنوں میں شیطان نے کچھ شبہات پیدا کر دیے ہیں۔ اس نے بدعات کو آراستہ و پیراستہ کر کے انکے سامنے پیش کیا، اب وہ اتراتے پھرتے ہیں کہ اس لبادہ کو عوام پر ڈال دیں۔ حالانکہ یہ شبہات کھڑی کے جالے سے

بھی زیادہ نازک و کمزور ہیں کیونکہ یہ سراسر قرآن و حدیث کی نصوص صریحہ کے خلاف ہیں۔ ان کی کم عقلی و خام خیالی کا ایک ٹین ثبوت یہ بھی ہے کہ وہ اس زعم میں مبتلا ہیں کہ یہ جشنِ محبت 'عقیدتِ رسول ﷺ' کے اظہار کا ذریعہ ہیں۔ میلاد النبی کی یاد مسرتوں کی سوغات ہے اور جو اس سے گریزاں ہے وہ محبتِ رسول کا پاسدار نہیں، حالانکہ یہ دیوانگی اور بے بنیاد دلیل ہے۔ اس طرح کے دھویدار ظن و تخمین کے پرستار اور نفس کے غلام ہیں، اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ سے ہماری محبت کا معیار آپ ﷺ کی شریعت کی اتباع اور آپ کی سنت کی پابندی میں ہے، نہ کہ گمراہ کن محفلوں کے سجانے اور روشنیوں کی دنیا بسا کر نئے تماشے دکھانے میں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ﴾

”آپ کہئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔“ (آل عمران: ۳۱)

ان کا ایک باطل خیال یہ بھی ہے کہ یہ مجالس و محافل بدعتِ حسنہ ہیں اور ہر بدعت کو گمراہی سے تعبیر کرنا غلط ہے۔ لیکن قرآن و سنت میں ایسی دلیلیں کہاں ہے جس سے اسلام میں بدعتِ حسنہ کی تقسیم نکلتی ہو؟ ان کی خام خیالی یہ بھی ہے کہ وہ کہتے ہیں: لوگ ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے آئے ہیں اور ایسی محفلوں کو بغیر کسی اعتراض و تکبیر کے بجالاتے آئے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ہم لوگوں کے اعمال و کردار کی پرستش نہیں کرتے، ہم تو صرف قرآن و سنت سے ثابت شدہ حقیقت کو اہلِ سمجھ کر مانتے ہیں۔ مزید ستم ظریفی یہ کہ شیطان نے منکرات کو ان کے سامنے مزین کر کے پیش کیا، اب وہ الجھ گئے ہیں اور اس میں بے جا دلچسپی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ ایسی محفلوں میں شرکت کے لئے سرتوڑ کوشش کرتے ہیں، ان پر گرے بلکہ مرے پڑتے ہیں، عصبیت کا لبادہ اوڑھ کر آتے ہیں، ان کی طرف سے ممانعت کرتے ہیں اور ان کے خلاف آواز اٹھانے والوں پر ناک بھوں چڑھاتے ہیں۔ حالانکہ ان میں بیشتر ایسے لوگ ہوتے ہیں جنہوں نے نہ جانے کتنے شرعی فرائض و واجبات کو پس پشت ڈال رکھا ہوا ہے، بلکہ خود اپنے ہاتھوں سے پامال کیا ہے۔ اس راہ میں ان کی زبان نہیں کھلتی، ان کا سر

نہیں اٹھتا، بلاشبہ ان کا یہ رویہ دین میں بصیرت و فراست کی کمی اور واضح جہالت کا نتیجہ ہے۔ بعض لوگ اس خیال و قریب کے شکار ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان کی ان مخفل بدعات و خرافات میں جلوہ افروز ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ صلوة و سلام کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں، آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں حالانکہ یہ باطل و جہالت آمیز خیال ہے۔

مسلمانانِ گرامی! ان روشن دلائل و کھلے حقائق اور ان واضح تردیدات کی روشنی میں بدعات کی بے حقیقت پسندیاں کھل کر سامنے آئیں۔ ان کی قلبی کھل گئی، ان کے دعوؤں کی بنیادیں زمین بوس ہو گئیں، ان کی غلطیاں فاش ہو گئیں۔ محبت رسول اللہ ﷺ اور حق پرستی کا جھوٹا دعویٰ ظاہر ہو گیا۔ اب ہم مسلمانوں اور خصوصاً بدعات میں طوٹ ان لوگوں کو بڑے درد و کسک کے ساتھ اپیل کرتے ہیں کہ وہ عذابِ آخرت کا خیال کریں، جب وہ بارگاہِ رب العالمین کے حضور تہی داماں کھڑے ہوں گے۔

ہم انہیں اس بات کی دعوت دیتے ہیں کہ وہ بدعات و خرافات کی جڑیں اکھاڑ پھینکیں کہ یہ اللہ تعالیٰ سے دوری پیدا کرنے والی چیزیں ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی سنت سے اعراض و گریز کا انداز سکھاتی ہیں۔

ہم ان سے کہتے ہیں کہ نبی کی سنت پر عمل پیرا ہو جائیں اور ان محافل و مظاہر سے اجتناب کریں کہ ان سے اسلام کے رُخِ زیبا کی شکل بگڑ رہی ہے، اس کے جمالِ جہاں آرا کو نظر لگ رہی ہے، اس کے حسن و جلال و کمال، اس کی قوت و شوکت اور اس کی ہمہ گیر اسپرٹ پر آنچ آ رہی ہے۔ اگر یہ اب بھی اس دعوت و پکار پر لبیک نہیں کہتے تو یہ سمجھ لیجئے کہ یہ خواہشاتِ نفس کے بندے اور ہوس کے مارے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ﴾ (التقصص: ۵۰)

”اس شخص سے زیادہ گمراہ کون ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ہدایت کو چھوڑ کر محض اپنی خواہش

کے پیچھے لگا ہوا ہو، بے شک اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔“

فرزندِ انِ اسلام! کب تک ان باطل پرستوں اور اندھیروں میں بھٹکتے پھرو گے؟ کب تک